جی۔ایم۔فیلکس قاصؔر امرتسری

جی۔ایم۔فیلکس قاصؔر امرتسری یکم جنوری 1931ء کو اوکاڑہ میں پیدا ہوئے۔مگر آباؤ اجداد کا تعلق مشرقی پنجاب (امرتسر) سے تھا۔میٹرک (1950ء) کے 29 برس بعد 1979ء میں کراچی یونیورسٹی سے دو گولڈ میڈل کے ساتھ ایم۔اے صحافت کی ڈگری لی۔دسمبر 1978ء میں ریلوے کی 38 سالہ ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد کراچی یونیورسٹی میں 7 سال تک ابلاغ عامہ پڑھاتے رہے۔اور گورنر سندھ سے بہترین تدریس کا ایوارڈ پایا۔اس کے علاوہ مختلف اداروں اور تنظیموں نے انہیں ادب، صحافت اور دینی خدمات کے اعتراف میں کئی ایوارڈ دئے۔

قاصؔر صاحب پاکستان رائٹرز گلڈ کے اولین مسیحی رکن بنے۔ایک بھرپور ادبی زندگی کے ساتھ ساتھ وہ متعدد مؤقر کلیسیائی، ادبی اور سماجی تنظیموں میں فعال کردار ادا کرتے رہے۔کاتھولک تنظیم المصنفین پاکستان کے بانی جنرل سیکریٹری (1962ء) کے علاوہ وہ بائبل اردو ترجمہ کمیٹی اور کاتھولک لٹریچر بورڈ، پاکستان کے رکن رہے۔

ایک پُر گو شاعر اور مقبول مسیحی گیت نگار ہونے کے علاوہ قاصر امرتسری کی ادبی خدمات کا دائرہ نصف صدی پر محیط ہے۔جس کے دوران انہوں نے تقریباً 30 کتابیں تصنیف و ترجمہ کیں۔جن میں ''قداس عالیہ'' (1970ء)، ''نیا گیت گاؤ'' (1972ء)، ''مریم'' (1974ء) اور ''رومائی قداس نامہ'' (1997ء) کو ملک گیر شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔انہوں نے فادر لباریوس پیٹرسن آزاد (1905-1973) اور بعد ازاں فادر عمانوئیل عاصی کے ساتھ مل کر کاتھولک بائبل کے اردو ترجمہ پر نظرِ ثانی کے دقیق کام کو سرانجام دیا۔نیز مسیحی اصطلاحات کی انگریزی۔اردو لغت کے نظرِ ثانی ایڈیشن کو مدون کرنے میں معاونت کی۔درحقیقت یہ ان کے عظیم اور یادگار تخلیقی کام ہیں۔

اپنی صحافتی زندگی میں عنایت اللہ گولڈ میڈل اور یونین انشورنس کمپنی قاہرہ ایئر کریش جرنلسٹ میڈل حاصل کرنے والے قاصر امرتسری دس سال تک کارڈنیل جوزف کورڈیرو (1918-1994) کے افسر تعلقات عامہ رہے۔

کلیسیائی تنظیم ''کاروانِ امن'' کے صدر (انتخاب 2001ء) کی حیثیت سے کام کرنے کے علاوہ وہ پاک انڈیا پیپلز فورم فار پیس اینڈ ڈیموکریسی، مکتبہ عناوہم پاکستان، کاتھولک بائبل کمیشن، پاکستان اور آرٹس کونسل آف پاکستان سے بھی منسلک رہے۔

قاصؔر امرتسری کی شخصیت تو خیر ان کی تعلیم و تربیت اور تہذیبِ نفس کا نمونہ تھی ہی، ان کی شاعری بھی اردو زبان اور ادب و فن کی موروثی روایتوں میں ڈھلی ہوئی ہے۔ان کے مجموعہ کلام کا عنوان ''دھڑکن، نغمہ، سانس، ترنم''، میں جو آہنگ، نغمگی اور ترنم ہے، وہ قاصؔر صاحب کی شاعری اور بالخصوص مسیحی گیت نگاری کا نمایاں ترین جوہر ہے۔

مسیحی گیت نگاری میں جو مقبولیت اور مقام قاصؔر صاحب کے حصّے میں آیا، وہ کسی اور مسیحی گیت نگار کو حاصل نہ ہوسکا۔دنیا بھر میں اردو داں مسیحی شب و روز عبادتوں کے دوران ان کے لکھے ہوئے گیت گاتے ہیں، کیونکہ ان کے گیت کاتھولک لطّوریا کا جزو لانیفک ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ گیت نگاری کا فن بظاہر آسان مگر درحقیقت مشکل ہے۔گیت نگاری میں بالعموم اشعار کے معنی و مفہوم کے بجائے قافیہ پیمائی اور سلاست پر زور دیا جاتا ہے۔نیز کئی بار موسیقی کی دھن سے سمجھوتہ کرتے ہوئے علم عروض کے تقاضوں سے صرفِ نظر کو بھی جائز سمجھا جاتا ہے۔مگر قاصؔر صاحب نے نہ صرف اپنے گیتوں میں ٹکسالی زبان استعمال کی، بلکہ علم عروض کے تقاضوں کو بھی کماحقہ نبھایا ہے۔یہ امر نہ صرف ان کی قادرالکلامی بلکہ فنی چابکدستی پر بھی دلالت کرتا ہے۔

گو قاصؔر صاحب نے کثیر تعداد میں کئی موضوعات پر نغمے اور ملی ترانے بھی لکھے ہیں۔مگر ان کے لکھے ہوئے کاتھولک لطّوریائی گیت ہی ان کی اصل شناخت اور پہچان بنے۔

مجھے یہ بات کہنے میں کوئی باک نہیں کہ اگر پادری شہباز نے مسیحی زبوروں کو منظوم کیا، تو قاصؔر صاحب نے مسیحی علم الٰہیات، علم المریم، علم المسیح، علم الکلیسیا اور مسیحی ایمان کی سچائیوں نیز پاک ساکرامنٹوں اور مسیحی دینیات کو نظم کا روپ دیا۔شاید اس بات کا احساس قاصؔر صاحب کو بھی نہ ہو کہ انہوں نے اتنے وسیع کینوس پر تخلیقی کام کیا۔مجھے یقین ہے کہ مستقبل میں جب کبھی ان کی شخصیت اور فن پر کوئی تحقیقی کام ہوگا تو ان کی شاعری اور گیت نگاری کا نمایاں ترین پہلو یہی ہوگا کہ کس طرح وہ اپنی پچاس سالہ ادبی کاوشوں میں ایک غیر محسوس طریقے پر مسیحی تھیالوجی اور اسکی ملحقہ شاخوں کو منظوم کرتے رہے۔چند مثالیں:

مسیحی الٰہیات

خداوندا اے خداوند

تیری ہم موت کے مظہر ہیں ٹھہرے

قیامت کا تری ہم دم ہیں بھرتے

خداوندا کہ جب تک تو نہ آئے

پاک یوخرست

یہ روٹی ہم ہیں جتنی بار لیتے

یہ پیمانہ ہیں جتنی بار پیتے

ہیں تری موت کا اظہار کرتے

خداوندا کہ جب تک تو نہ آئے

پاک نکاح

مسیحی خاندانوں میں مسیحی پیار قائم ہو

جو اس کے نام میں جوڑا گیا، جوڑا وہ دائم ہو

بنیں دکھ سکھ کے ساتھی، جینا مرنا ہو مسیحا میں

رویہ بیوی شوہر کا سدا نرم و ملائم ہو

جنہیں شرعاً کیا ہم نے مسیحِ پاک میں اک تن

خدا کے فضل سے ان کی محبت خوش عزائم ہو

مسیحی گیت نگاری کا ایک اہم تقاضا یہ ہے کہ شاعری اور موسیقی میں تقدس کے ماحول کو برقرار رکھا جائے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ خود شاعر ایک پاکیزہ تخیل اور جذبے سے مملو ہو۔ کیونکہ احساس پاکیزگی کے بغیر مسیحی گیتوں میں لطور یائی لب ولہجہ اور ماحول پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ مسیحی گیت نگاری میں قاصرؔ صاحب کی مقبولیت کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ وہ مسیحی عقائد اور ایمان سے اپنی شدید وابستگی کے سبب اس امتحان میں بھی سرخرو ہو کر نکلے۔ قاصرؔ صاحب کے لطور یائی لب و لہجے، روانی اور سلاست کو ملاحضہ فرمایئے:

اس کے طفیل اس میں

اور اس کے ساتھ عزت

کامل ہو باپ تجھ کو

شایانِ شان عظمت

قاصرؔ صاحب کی مرتب کردہ ''رومائی قداس نامہ''، ''قداس عالیہ'' اور ''نیا گیت گاؤ'' نامی کتابیں کاتھولک لطوریا پر ان کی مضبوط گرفت کی عکاسی ہیں۔

الغرض ان کا مجموعہ کلام ''ڈھرکن، نغمہ، سانس، ترنم'' قاصرؔ صاحب کے تخلیقی کام کا وہ نقشِ اول ہے جو دیارِ ادب و فن میں نہ صرف ان کے مقام کا تعین کرتا ہے، بلکہ نئے لکھنے والوں کے لئے مشعلِ راہ بھی ہے۔